تحقیق و تنقید

اندلس میں سیرتی ادب کا ارتقاء

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی رسولِ اکرم سیدنا حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے دلچسپی رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی شکل میں احکامِ الٰہی لانے والے تھے اور اپنی احادیث و سنن کے ذریعہ ان کی تشریح و تعبیر کرنے والے بھی تھے۔ ذاتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریعی اور قانونی اور مذہبی اہمیت رکھنے کے علاوہ ایمان والوں کی عقیدت و محبت کا مرجع و محور بھی تھی جبکہ دشمنانِ اسلام کی دلچسپی کا مرکز زیادہ تر اس بنا پر تھی کہ ذاتِ اطہر کی کردارکشی پورے اسلام کے انہدام کو مستلزم تھی۔ بعض منصف مزاج اور جویائے حق غیر مسلموں نے آپ کی ذاتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو افہام و تفہیم کے لیے اپنا محورِ فکر و نظر بنایا تھا۔ اولاً تشریعی اور قانونی اسباب و عوامل سے پھر عقیدت و محبت اور دوسرے محرکات کی بنا پر احادیث و سننِ نبویہ کے جمع و تدوین کا کام شروع ہوا جو بعد میں پوری سیرتِ نبوی کی تدوین و ترتیب کی تحریک میں ڈھل گیا۔ نتیجتاً مختلف ملکوں اور متعدد زبانوں میں سیرتِ نبوی پر ایک عظیم سرمایہ جمع ہو گیا جو صدیوں کی نسلوں کی علمی و تہذیبی ترقی کی دین ہے۔ اسلامی اندلس بھی اس سرمایۂ سعادت و افتخار کے جمع و تدوین اور ترقی و ارتقا سے پوری طرح بہرہ مند رہا ہے۔

۲۸ رمضان ۹۲ھ / ۱۹ جولائی ۷۱۱ء میں اپنی اسلامی فتح کے بعد سے ۲ ربیع الاول ۸۹۷ھ / ۲ جنوری ۱۴۹۲ء میں اسلامی دولت و حکومت کے سقوط و اخراج تک ہر صدی اور ہر دور میں وہ اس سے بہرہ ور ہوتا رہا ہے۔ اسلامیانِ اندلس نے اپنے مشرقی مرکزِ علمی اور محورِ تہذیبی کی مانند پہلے مطالعہ و روایت کے ذریعہ سیرتی ادب کو پروان چڑھایا پھر تصنیف و تالیف کے ذریعہ اس میں گراں قدر اضافہ کیا۔ اس مختصر مقالہ میں اندلس میں سیرتی ادب کے ارتقاء کے ان دونوں پہلوؤں کا تجزیاتی مطالعہ کرنا مقصود ہے تاکہ اس کی صحیح قدر و قیمت

متعین کی جا سکے۔

(الف) سیرتِ نبوی کے مطالعہ کی روایت

چونکہ سیرت اصلاً حدیث کی ایک وسیع تر شاخ رہی ہے اس لیے یہ بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ اندلس کی فتحِ اسلامی کے ساتھ جب وہاں اسلامی علوم و فنون کا آغاز ہوا تو مطالعۂ سیرت کی بھی بنا پڑی۔ ابھی یہ نکتہ تحقیق طلب ہے کہ ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ تعلیم میں مطالعۂ سیرت کا کیا مقام تھا تاہم یہ حقیقت تسلیم کی جانی چاہیے کہ مسلم بچوں کی تعلیم و تدریس میں سیرتی ادب کا کافی حصہ ہمیشہ شامل رہا ہے اور ہر جگہ اور ہر زمانہ میں رہا ہے۔ علمائے اسلام کے مختلف طبقات میں سیرتِ نبوی کی امہات الکتب کی تعلیم و تدریس بھی شامل رہی ہے اور نجی اور شخصی مطالعہ بھی۔ اندلسی تاریخ و تہذیب کے مختلف مصادر و مآخذ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مطالعۂ سیرت کی روایت از آغاز تا انجام جاری رہی، اگرچہ کسی حتمی اور قطعی نقطۂ آغاز کی صحیح تعیین کرنی مشکل ہے۔ ابن خیر الاشبیلی (۵۰۲-۵۷۵ھ / ۱۱۰۸-۱۱۷۹ء) کی مشہور زمانہ فہرست مختلف نسلوں کے مطالعات و سماعات اور قراءات کی ایک مسلسل زنجیر پیش کرتی ہے۔ اس کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ وہ اصل مصنفِ کتاب تک ابن خیر کے مطالعات کی ان کے اساتذہ اور شیوخ کے ذریعہ تاریخ کو مستند کرتی ہے۔ انھوں نے متعدد سیرتی امہات کتب کے اپنے مطالعہ کی جو زنجیر پیش کی ہے ان میں سرِ فہرست موسیٰ بن عقبہ (م ۱۴۱ھ / ۷۵۸ء) کی کتابِ مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کے دو سلسلۂ سماعت و قراءت بیان کئے ہیں۔ اول یہ کہ ابن خیر سے ان کے استاذ ابو الحسن یونس نے قاضی ابو عمر احمد بن محمد سے اور انھوں نے ابو القاسم عبد الوارث بن سفیان سے، اور انھوں نے قاسم ابن اصبغ سے، انھوں نے مطرف بن عبد الرحمٰن سے اور انھوں نے یعقوب بن حمید سے اور انھوں نے محمد بن فلیح سے اور موخر الذکر نے صاحبِ کتاب حضرت موسیٰ بن عقبہ سے ان کی کتاب کی سماعت کی۔ گویا کہ آٹھ واسطوں سے اس کتابِ سیرت کا علم ابن خیر اشبیلی کو ملا۔ دوسرے سلسلے میں بھی اتنے ہی واسطے ہیں۔ البتہ اس میں ایک اہم بات یہ ہے کہ ابن خیر کے استاد شیخ ابو محمد بن عتاب نے اس کی سماعت مشہور محدث اور عالمِ سیرت و اخبار حافظ ابن عبد البر (۴۶۳ھ) سے کی تھی۔ (۱-۲۳۰)

دوسری کتابِ سیرت جس کی سماعت و قراءت ابن خیر اشبیلی نے کی تھی ابو سلیمان الفضل بن فرقان الیتیمی (م ۳۳۹ھ) کی کتاب سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ اس کی تعلیم ایک بار قراءت اور ایک بار سماعت کے ذریعہ اپنے استاد شیخ ابو الحسن شریح بن محمد المقری سے پائی۔ ان کے استاد

نے فقیہ ابوعبداللہ محمد بن احمد سے رمضان ۴۵۸ھ میں صرف سماعت کے ذریعہ تعلیم پائی۔ جبکہ موخرالذکر نے ۴۳۱ھ میں اپنے استاد ابوذر عبد بن احمد الہروی سے مکہ مکرمہ میں خاص مسجد حرام میں باب الندوۃ کے پاس سماعت کی۔ استاد الہروی نے مشہور فقیہ ابوعلی زاہد بن احمد السرخسی سے سرخس میں قراءت کے ذریعہ ۳۸۹ھ میں اس کی تعلیم کی تکمیل کی۔ فقیہ سرخسی نے اپنے وطن میں ابواسحاق ابراہیم بن عبداللہ الربیعی العسکری سے ذوالقعدہ ۳۱۳ھ میں قراءت کی۔ اور عسکری نے ابوعبداللہ محمد بن عبدالاعلی الصنعانی سے اور صنعانی نے صاحب کتاب کے فرزند معتمر بن سلیمان سے اور فرزند نے اپنے صاحب کتاب پدر سے تعلیم پائی۔ ابن خیر اشبیلی نے محمد بن عمر الواقدی (۱۳۰-۲۰۷ھ) کی کتاب سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مغازیہ کی سماعت عظیم مالکی فقیہ و مفسر قاضی ابوبکر ابن العربی (۴۶۸-۵۴۳ھ/۱۰۷۶-۱۱۴۸ء) سے کی، جبکہ انھوں نے بالترتیب ابوالحسن المبارک بن عبدالجبار الصیرفی، ابومحمد الحسن بن علی الجوہری، ابوعمر محمد بن العباس الخزاز، عبدالوہاب بن ابی حیہ، محمد بن شجاع الثلجی کے پانچ واسطوں سے صاحب کتاب واقدی سے سماعت کی تھی۔ اسی طرح انھوں نے حافظ ابن عبدالبر کی کتاب الدرر فی اختصار المغازی والسیر کی سماعت دو استادوں سے ایک واسطے سے صاحب کتاب سے کی تھی۔ یہی حال ان کے مطالعۂ سیرت کی پانچویں کتاب ابوعیسیٰ یحییٰ بن عبداللہ بن ابی عیسیٰ (م سنہ ھ) کی تالیف کتاب اختصار سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کے مطالعۂ سیرت کی چھٹی کتاب محمد بن اسحاق (م ۱۵۰ھ) کی تالیف کتاب المغازی والسیر ہے جس کی سماعت انھوں نے مشہور عالم قاضی ابوبکر ابن العربی سے کی تھی جو ان تک مصنف مرحوم سے چھ واسطوں سے پہونچی تھی۔ ابن اسحاق کی سیرت کی تہذیب یعنی عبدالملک بن ہشام المعافری (م ۲۱۸ھ/۸۳۳ء) کی کتاب سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروایت زیاد البکائی ان تک پانچ واسطوں سے پہنچی تھی۔ یہ کتاب ابن خیر اشبیلی نے دس بارہ سلسلوں سے سماعت کی تھی۔ اور ان میں سے ہر ایک میں کئی عظیم علماء، فقہاء، مفسرین اور سیرت نگار شامل ہیں (۲۳۱-۲۳۶)

مطالعات سیرت نبوی کے ضمن میں ابن خیر اشبیلی نے چار مزید کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ ہماری ترتیب کے مطابق آٹھویں کتاب سیرت امام عبدالرزاق بن ہمام کی کتاب المغازی تھی جو ان تک مصنف گرامی سمیت سات واسطوں سے پہنچی تھی ________ جبکہ نویں کتاب سیرت ابواسحاق ابراہیم بن محمد الفزاری (م ۱۸۵ھ) کی کتاب السیر تھی جو ان تک چھ واسطوں سے آئی تھی، دسویں کتاب سیرت امام اوزاعی (۸۸-۱۵۷ھ) کی روایت بہ مطابق الولید بن مسلم (۱۱۹-۱۹۵ھ) کی کتاب السیر تھی۔ ان کے اور مصنف کتاب کے درمیان آٹھ واسطے تھے۔ جبکہ گیارھویں کتاب سیرت سعید بن یحییٰ اموی (۱۴۴-۲۴۹ھ) کی

کتاب السیر ہے جو انھوں نے پانچ واسطوں سے مولفِ گرامی سے سماعت کی تھی۔ (۷-۲۳۶) ابن خیر اشبیلی نے اس کے بعد واقدی (م ۲۰۷ھ) کی کتاب الردة، سیف بن عمر الاسیدی (م ـــ) کی کتاب الردة والفتوح ابو اسمٰعیل محمد بن عبد اللہ ازدی کی کتاب فتوح الشام، ابن عبد الحکم (ـــ) کی کتاب فتوح مصر وافریقیہ، نامعلوم مصنف کی کتاب حروب الازارقة، امام عبد بن المبارک (ـــ ھ) کی کتاب فضل الجہاد، زبیر بن بکار (م ۲۵۶ھ) کی کتاب نسب قریش اور ابو عبید القاسم بن سلام (م ـــ ھ) کی کتاب النسب کی سماعت/قرارت کا اسی طرح معہ سلسلہائے زریں کے ذکر کیا ہے (۴۰-۲۳۷)۔ ان کتابوں کا مختصراً ذکر اس لیے کیا کہ ان میں کافی قیمتی سیرتی مواد پایا جاتا ہے اور کسی بھی مطالعۂ سیرت میں ان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

سیرت نبوی کے مختلف پہلوؤں پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کے مطالعات و قرارات کا ذکر ابن خیر اشبیلی نے متعدد اندلسی علماء و فقہا کے ضمن میں کیا ہے۔ ان سب کا احاطہ تو اس مختصر مقالہ میں ناممکن ہے تاہم ہر اہم موضوع پر نمائندہ کتابوں کے مطالعہ کا ایک سرسری جائزہ بلاکسی تجزیہ و تحلیل کے پیش کیا جاتا ہے تاکہ مختلف سیرتی ادب کے مطالعات کا ذکر مکمل ہو سکے۔ محدث ابوداؤد سجستانی (۲۰۲-۲۷۵ھ/۸۱۷-۸۸۹ء) کی أعلام النبوة اور اسی عنوان کی امام ابن قتیبہ (۲۱۳-۲۷۶ھ/۸۲۸-۸۸۹ء) کی کتاب کے مطالعہ کا ذکر کرتے ہوئے ابن خیر نے کئی اندلسی علماء کا ذکر کیا ہے۔ ابن خیر کے علاوہ اول الذکر کا مطالعہ ابوبکر محمد بن احمد، ابوعلی حسین بن محمد الغسانی، حافظ ابن عبد البر، ابو محمد بن عبد المومن، ابوبکر بن واسنہ نے کیا تھا اور دوسرے سلسلہ کے کئی بزرگوں نے بھی کیا تھا (۱۱۰) اور موخر الذکر کا مطالعہ بھی کئی علماء نے سلسلہ وار کیا تھا (۱۵۱) اسی طرح ابوذر عبد بن احمد الہروی (م ۴۳۴ھ) کی کتاب دلائل النبوة کے مطالعہ کا کئی علماء کے ضمن میں ذکر کیا ہے (۲۸۶) اصلاً یہ ذکر مصنف گرامی کی تالیفات کے ضمن میں آیا ہے۔ سیرت نگاروں کے ایک خاص طبقہ میں بالعموم اور اندلسی سیرت نگاروں میں بالخصوص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں رسالہ (خط) لکھنے کا رواج عام رہا ہے۔ ابن خیر اشبیلی نے حافظ ابن ابی الخصال (م ۵۴۰ھ) اور ابو محمد عبید اللہ بن السید البطلیوسی (م ۵۲۱ھ) کے ایک ایسے ہی رسالہ کا مطالعہ اپنے استاد کی خدمت میں کیا تھا (۴۱۸/۴۲۰) حافظ ابوذر ہروی کی ایک کتاب سیرت سیرة النبی واصحابه فی عیشتهم وتخلیهم عن الدنیا کا ذکر ان کی گراں قدر تالیفات کے بیان میں آیا ہے (۲۸۶) ابن خیر اشبیلی نے قاضی امام حافظ ابوالفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی (م ۵۴۴ھ) کی کتاب سیرت کتاب اختصار شرف المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مصنفِ گرامی سے بالمشافہہ پڑھی تھی (۲۸۹) جبکہ امام ابوسعد عبد الملک بن محمد الواعظ کی

کتاب شرف المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عظیم مؤلف سے ابو محمد بن عتاب اور شیخ ابو محمد عبداللہ بن سعید سنتجالی کے واسطوں سے سنی تھی (۲۸۹) ابن خیر نے امام ترمذی (م ۲۷۹ھ) کی شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے پاس موجودگی کا حوالہ دیا ہے اگرچہ اس کے مطالعہ کا ذکر نہیں کیا (۲۰۴) سیرت نگاروں کا ایک طبقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و صلوٰۃ بھیجنے کے فضائل کے بارے میں لکھتا رہا ہے۔ ابن خیر اور ان کے پشت ہا پشت کئی شیوخ نے اسماعیل القاضی (م ۲۸۲ھ) کی کتاب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ اپنے اساتذہ سے کیا تھا (۲۰۳)۔ ابن سعد (۱۶۸-۲۳۰ھ / ۷۸۴-۸۴۵ء) کی مشہور کتاب الطبقات کی اولین دو جلدوں میں سیرتِ نبوی کا بڑا قیمتی مواد موجود ہے۔ ابن خیر اور ان کے شیوخ نے متعدد واسطوں سے صاحب کتاب سے اس کی سماعت کی تھی۔ ان میں حافظ ابن عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) اور حافظ ابن ابی الدنیا القرشی (م ۲۸۱ھ) جیسے عظیم علماء و محدثین بھی شامل تھے۔ (۲۲۴-۵) صحابۂ کرام کے حالات کا بڑا قریبی تعلق سیرتِ نبوی سے ہے بلکہ وہ اس کا ایک اہم پہلو ہے۔ متعدد اندلسی علماء کے بارے میں ذکر آیا ہے کہ انھوں نے خلیفہ بن خیاط کی الطبقات (۲۲۵)، علی بن عبداللہ مدینی کی الطبقات (۲۲۵) ابو عمرو عثمان بن سعید المقری الدانی کی طبقات القراء و المقرئین من الصحابہ۔ الخ (۲۲۴) اور امام مسلم بن الحجاج (م ۲۶۱ء) کی الطبقات فی اصحاب رسول اللہ والتابعین (۲۲۵) کا باقاعدہ مطالعہ کیا تھا۔ ان میں ابو سعید بلخی، بقی بن مخلد جیسے اہم علماء و محدثین شامل ہیں۔

حافظ ابن عبد ربہ (۲۴۶-۳۲۸ھ / ۸۶۰-۹۴۰ء) کی مشہور زمانہ کتاب العقد الفرید میں سیرت نبوی کا کافی اہم مواد موجود ہے، ابن خیر اشبیلی نے اپنے شیوخ کے چار واسطوں سے مؤلف کتاب سے اس کی سماعت کی تھی۔ (۳۲۶-۷) ابن خیر نے اور جن کتب سیرت یا تاریخ اسلام کی کتابوں کا جن میں سیرت کا مواد ہے ذکر کیا ہے ان میں ابن قتیبہ کی کتاب عیون الاخبار (۲۷۸)، ابو عثمان سعید بن محمد بن حرب کی خلفاء اربعہ کے فضائل پر کتاب (۲۹۱)، محمد بن مجاہد المقری کی کتاب قراءۃ النبی لابی بکر (۲۲) ابن قتیبہ کی کتاب المعارف (۲۷۷)، امام بغوی ابو القاسم عبداللہ بن محمد کی معجم الصحابۃ (۲۱۵)، عبدالباقی بن قانع کی معظم معجم الصحابۃ (۲۱۵) ابو ذر عبد بن احمد الھروی کی معیشۃ النبی واصحابہ و تخلیھم من الدنیا (۲۷۶)، عبدالرزاق بن ہمام کی مغازی (۲۳۶)، ابن اسحاق کی مغازی (۱۰۲) ابو الحسن محمد بن عبداللہ بن جہوتہ النیسا پوری کی دلچسپ کتاب من وافقت کنیتہ کنیۃ زوجتہ من الصحابہ (۱۶۸)، دو نامعلوم مؤلفین کی دو کتابوں کتاب وصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی ہریرۃ اور کتاب وصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی بن ابی طالب (۲۷۷) اور بعض رجال وغیرہ کی کتابیں شامل ہیں۔

ابن خیر اشبیلی کی فراہم کردہ کتابیات سیرت اور مطالعات سیرت کی بنیادی اہمیت ہے۔ اوّل یہ کہ مصنّف و راوی کے زمانے سے صاحب کتاب کے زمانے تک کے علماء و محدثین و شیوخ کے مطالعۂ سیرت کا سراغ ملتا ہے۔ دوم یہ کہ اندلسی علماء اور غیر اندلسی/مشرقی علماء کے مطالعۂ سیرت کا ذکر ملتا ہے۔ سوم یہ پتہ چلتا ہے کہ ان میں کچھ کتابوں کا مطالعہ سرزمین اندلس میں کیا گیا تھا اور کچھ کا مشرق میں۔ ان مطالعات سیرت میں چوتھا نکتہ یہ ہے کہ کئی کتابوں کے مطالعہ کے بالکل ٹھیک سنہ اور صحیح مقام کا ذکر آتا ہے۔ پنجم یہ کہ سیرت نبوی کے مطالعہ میں علماء اور دانشوروں کے مختلف طبقات جیسے فقہاء محدثین، مفسرین، سیرت نگار، مؤرخین، لغوی ماہرین وغیرہ ہر طرح کے لوگ یا اہلِ علم شامل ہیں۔ ان تمام اعتبارات سے ان مطالعات سیرت کی اہمیت چند در چند ہو جاتی ہے۔

ابن الفرضی (م ۴۰۳ھ) نے اپنی تاریخ العلماء والرواۃ میں مختلف اہلِ علم کے سوانحی خاکوں میں اندلسی علماء کے مطالعات سیرت کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے وہ تاریخ اسلام کی کتب جن میں سیرت کے ابواب بھی کافی مفصل ہیں یہ ہیں: حافظ ابن عبد البر کی کتاب التاریخ (۹/۱) تاریخ ابن ابی خیثمہ (۱/۲۲، ۳۹ اور ۲/۵۴)، خلیفہ بن خیاط کی کتاب التاریخ اور طبقات ابن ابی خیثمہ (۱/۱۰۹) امام ابو زرعہ الدمشقی کی تاریخ (۱/۲۹۶) اور ابو البشر دولابی کی تاریخ المولد والوفاۃ (۲/۱۵۲) وغیرہ۔ تاریخ ابن ابی خیثمہ کے بارے میں ایک دلچسپ روایت یہ نقل کی ہے کہ ابن الفرضی کے شیخ کے شیخ ابو محمد قاسم بن اصبغ کے پاس اس کا ایک نسخہ تھا جو انھوں نے ابن جمیل کے مصری نسخہ سے نقل کیا تھا جب انھوں نے مؤلف کتاب سے بغداد میں ملاقات کر کے ان کی کتاب پڑھی تو ان کا نسخہ غلط نکلا اور انھوں نے اصل نسخہ سے اس کی اصلاح کر لی۔ قرطبہ کے ایک عالم محمد بن زکریا لحجی (م ۳۲۲ھ) نے قاسم بن اصبغ کے ساتھ بیشتر کتابوں کی سماعت (۲۷۴ھ) میں مکہ اور بغداد میں کی تھی اور بعد میں لوگ ان سے مذکورہ بالا تاریخ اور ابن قتیبہ کی بعض کتابوں کی روایت کرتے تھے۔ اندلس کے عظیم ترین محدث و مصنف امام بقی بن مخلد قرطبی (۲۰۱-۲۷۶ھ) نے اندلس میں متعدد شیوخ سے متعدد علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد افریقہ وغیرہ میں دو سو چوراسی علماء سے سماعت و قراءت کی اور خلیفہ بن خیاط کی کتاب التاریخ اور کتاب الطبقات وغیرہ کا علم بہترین اساتذہ سے حاصل کیا۔ ابو ذرعہ دمشقی کی تاریخ کا مطالعہ ایک غیر اندلسی عالم عبید اللہ بن عمر القیسی شافعی بغدادی (م ۳۶۰ھ) نے کیا تھا جو بعد میں اندلس میں بس گئے تھے۔ جبکہ ابو البشر دولابی کی تاریخ کا مطالعہ باجہ کے ایک عالم موھب بن عبد القادر نے کیا تھا۔

خاص سیرت نبوی پر جن کتابوں کا ذکر ابن الفرضی نے کیا ہے ان میں اہم ترین سیرت ابن ہشام ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک ہی جگہ اس کا ذکر کیا ہے اور وہ بھی مشاہد ابن ہشام کے دلچسپ نام سے۔ قرطبہ کے ایک عظیم عالم یحییٰ بن عبداللہ اللیثی (م ۳۶۷ھ) نے جو عظیم ترین محدث یحییٰ بن یحییٰ لیثی کے پوتے تھے جن مختلف علوم کی کتابیں پڑھی تھیں ان میں سیرت ابن ہشام بھی شامل تھی پھر وہ خود اس کی تعلیم و تدریس کرنے لگے اور ملک کے تمام گوشوں سے لوگ ان کے پاس اور دوسری کتابوں کے علاوہ اس کی سماعت و قرارت کے لیے آنے لگے (۲/۹۰-۱۸۹) البیرہ کے ایک عالم محمد بن یزید بن رفاعہ (م ۲۴۳ھ) کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ انھوں نے قرطبہ میں مشاہد (مغازی) سے متعلق کتابوں کے علاوہ ابن قتیبہ کی کتابوں کی بھی روایت کی تھی۔ (۲/۶۵)۔ ابن قتیبہ کی مشہور کتاب المعارف کے مطالعہ و روایت کا ذکر ابراہیم بن موسیٰ بن جمیل (م ۳۰۳ھ) کے بارے میں آیا ہے جو تدمیر کے باسی تھے اور اس کتاب کے ایک جزو کی انتہائی غلط قرارت کرتے تھے (۱/۲۲) ابن الفرضی نے خاص سیرت نبوی کی کتابوں کا ذکر کم کیا ہے۔ ان کے ہاں قرآن وحدیث اور فقہ و رجال کی کتابوں کا ذکر زیادہ ہے۔ البتہ بعض عام اشارات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مشرق کا علمی سفر کرنے والے اندلسی علمار ان کتابوں کا مطالعہ بھی کیا کرتے تھے جو مدینہ منورہ وغیرہ میں معروف تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان میں کتب سیرت بھی شامل ہوسکتی ہیں۔ (۱/ ۲۲۹)۔

علامہ احمد بن یحیی الضبی (م ۵۹۹ھ/۱۲۰۳ء) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اہل الاندلس میں بعض کتب سیرت کے مطالعات کا ذکر مختلف اندلسی علمار کے ضمن میں کیا ہے۔ ان میں ابن عبد البر کی الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (۵۷۴)، ابومحمد الرشاطی کی نسب صحابہ وغیرہ پر ایک کتاب اقتباس الانوار (۴۵، ۴۸، ۳۳۶)، تاریخ طبری (۱۴۳)، تاریخ محمد بن حارث خشنی (۲۲۷)، ابن عبدالبر کی الدرر فی اختصار المغازی والسیر (۵۷۴)، ابوالولید ہشام بن احمد الکنانی الوقشی کی السیرۃ (۵۵)، ابوعلی بن سکرہ کی کتاب الشمائل، (۲۰۸، ۳۴۹) ابن عبدالبر کی کتاب الصحابہ (۶۳) محمد بن فتحون کی ذیل کتاب الصحابہ لابن عبدالبر (۶۳)، ابن عبد ربہ کی العقد فی الاخبار یعنی العقد الفرید (۱۳۷)، ابن قتیبہ کی کتاب المعارف (۳۸۷)، امام بقی بن مخلد کی مصنف فی فتاویٰ الصحابۃ والتابعین (۲۲۰) زبیر بن بکار کی کتاب النسب (۲۷۹) وغیرہ اہم ترین کتابیں ہیں۔ ان کے علاوہ بعض رجال اور تاریخ کی کتابوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ علامہ الضبی کے ہاں بھی زیادہ زور قرآن وحدیث اور فقہ و رجال کی کتابوں پر ملتا ہے جن کا ذکر انھوں نے زیادہ تفصیل سے کیا ہے۔ سیرت سے زیادہ تاریخ کی کتابوں

کا ذکر کیا ہے۔ بہرحال مذکورہ بالا کتب سیرت کے مختصر بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیرت نبوی کے مختلف پہلوؤں پر تصنیف کردہ کتابوں کا مطالعہ کم از کم اہل علم کے اعلیٰ طبقہ میں کافی مقبول و متداول تھا۔

ابن الابار محمد بن عبداللہ بن ابی بکر القضاعی (۵۹۵-۶۵۸ھ / ۱۱۹۹-۱۲۶۰ء) کے عظیم کارنامہ المعجم فی اصحاب القاضی الامام ابی علی الصدفی، ابن خیر الشبیلی کے برخلاف امام موصوف کے شاگردوں اور ان کے مطالعات کے لیے وقف ہے۔ ان کی کتاب میں بھی سیرت نبوی کی کتابوں اور ان کے مطالعات کی تفصیل ذرا کم ہے۔ ان میں سے اہم ترین کتابیں یہ ہیں: ابن عبدالبر کی کتاب الاستیعاب فی معرفتہ الاصحاب (۲۴۴) ابراہیم بن یحییٰ بن الامین کی الاعلام بالخیرۃ الأعلام من اصحاب النبی علیہ السلام (۶۴)، عبداللہ ابن علی الرشاطی کی اقتباس الانوار والتماس الازہار فی اسماء الصحابۃ ورواۃ الآثار (۲۱۸)، تاریخ ابن ابی خیثمہ (۱۰۰، ۱۱۹، ۱۲۸، ۱۳۸، ۱۵۶، ۱۷۰، ۱۷۳، ۲۰۵، ۲۳۸، ۲۷۱)، تاریخ ابی زرعہ (۵۴)، تاریخ ابن عساکر (۷۳، ۱۳۶، ۲۰۱، ۲۸۳) ہند بن ابی حالہ کی حدیث صفتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲۲۳، ۳۱۴) امام ترمذی کی شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم جو بڑی مقبول کتاب تھی اور اور اس کا سب سے زیادہ علماء کے سوانح میں ذکر کیا ہے (۱۲، ۳۵، ۴۶، ۵۶، ۷۵، ۸۰، ۸۶، ۱۱۰، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۴۹، ۱۵۵، ۱۶۰، ۱۷۴، ۲۱۵، ۲۳۳، ۲۴۳، ۲۶۷-۸، ۲۷۳-۴، ۲۹۲، ۳۱۶-۷) ابن عبدالبر کی کتاب الصحابۃ (۹۷) اور واقدی کی المغازی (۳۵، ۲۲۳، ۲۵۷-۱۲۳)۔ ان کے علاوہ کتاب کے عنوان سے بعض عام مولفین سیرت کی کتابوں کا ذکر بھی کیا ہے مگر ان سے اصل مقصود کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ ان تمام کتابوں میں اصل سیرت نبوی تو واقدی کی مغازی ہے، اس لیے اس کے بارے میں تھوڑی سی تفصیل مناسب رہے گی۔ شنتمریہ مشرق کے باسی اور مرسیہ کے باشندے احمد بن بقا بن مروان الیحصبی (م ۵۴۴ھ) نے امام ابوعلی سے شمائل ترمذی کے ساتھ ساتھ مغازی واقدی کی سماعت کی تھی۔ امام موصوف کے ایک دوسرے شاگرد محمد بن عمر المری نے جو مرسیہ کے صاحب الاحکام بھی تھے محرم ۵۱۱ھ میں مغازی واقدی کی سماعت قرطبہ جا کر کی تھی۔ ان کے تیسرے شاگرد عبدالعزیز بن حکم الوراق نے امام ابوعلی صدفی سے جامع مرسیہ میں محرم ۵۱۱ھ کے اواخر میں اپنے ساتھی اور ہمدرس ابوجعفر بن نبیل کی قرارت کے ذریعہ مغازی واقدی کی سماعت کی تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ واقدی کی کتاب المغازی اہل علم کے حلقہ میں کافی مقبول تھی۔

ابوجعفر احمد بن الزبیر (م ۶۲۷ھ) نے اپنی کتاب صلۃ الصلۃ میں جو ابن بشکوال کی الصلۃ البشکوالیۃ کا تتمہ ہے متعدد علمائے اندلس کے مطالعات سیرت کا ذکر کیا ہے۔ ان کے ہاں بھی کتب سیرت کا ذکر

کم ملتا ہے تاہم ہمارے مقصد کے لیے کافی ہے ان کی بیان کردہ کتب سیرت حسب ذیل ہیں: حافظ ابونعیم الاصبہانی کی دلائل النبوۃ (۲۰۱) ابن اسحاق کی سیرت جو سیر کے عنوان سے دی گئی ہے (۱۸، ۱۵۰)، شمائل ترمذی (۱۱۲)، اور اس کی مختلف شروح (۱۲۱ وغیرہ)، عیسیٰ بن سلیمان الترمذی کی کتاب فی الصحابۃ (۵۱) سیرت ابن اسحاق کے بارے میں جو دلچسپ تفصیل ابن الزبیر نے دی ہے وہ مختصراً یہ ہے کہ غرناطی عالم عبدالمنعم بن محمد الخزرجی (۵۲۴-۵۹۰ھ) نے تہذیب ابن ہشام کی صورت میں سیرت ابن اسحاق کا مطالعہ سماع مشہور عالم ابوعامر محمد بن جعفر بن شرویۃ سے بلنسیہ میں کیا تھا۔ اور انھوں نے ابوالولید الوقشی مشہور سیرت نگار سے سب سے آخر میں سماعت کی تھی۔ ابن شرویہ مرجع عام وخاص تھے اور لوگ ان سے سماعت علم کے لیے دور دور سے آتے تھے (۱۸) دوسرے عالم جنھوں نے سیرت ابن ہشام کی سماعت اندلس میں کی تھی سبتہ کے باشندے علی بن محمد الشاری تھے جنھوں نے شیخ جلیل ابومحمد عبداللہ بن محمد الحجری سے دوسری کتابوں کے ساتھ ساتھ کی تھی۔

شیخ ابوالحسن بن عبداللہ النباہی المالقی (ولادت ۷۱۳ھ) نے اپنی تاریخ قضاۃ الاندلس میں چند کتب سیرت کے مطالعات کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ابن عبدالبر کی الاستیعاب (۲۸)، ابوالربیع الکلاعی کی الاکتفاء فی المغازی (۱۱۹)، ابن رشد الحفید کی البدایہ والنہایہ (۱۱۱) امام سہیلی کی الروض الانف (۱۱۷) اہم ترین کتب سیرت ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ مغرب کے قاضی القضاۃ احمد بن یزید اموی قرطبی نے (م ۶۲۵ھ) جو محدث بقی بن مخلد کے سگڑ پوتے تھے خود امام سہیلی سے ان کی کتاب الروض الانف کی سماعت کی تھی اور شریح بن محمد اور ابن قزمان وغیرہ جید علماء نے اس کی انھیں اجازت دی تھی۔

امام ابن حزم، ابن سعید اور الشقندی کے مجموعہ کتب فضائل الاندلس واہلہا میں بھی کئی کتب سیرت کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں ابن عبدالبر کی الاستیعاب (۴۳) اور کتاب الصحابہ (۴۱)، ابن عبدربہ کی العقد الفرید (۳، ۴۳) مصنف بقی بن مخلد فی فضل الصحابۃ (۱۳) کا ذکر زیادہ اہم ہے۔

لسان الدین ابن الخطیب کی شاندار کتاب الاحاطۃ فی اخبار غرناطہ اندلس کے اسلامی عہد کے بالکل اواخر کے غرناطہ کے حکمرانوں، عالموں، شاعروں، ادیبوں وغیرہ کا جامع تذکرہ پیش کرتی ہے۔ اس میں بعض اہم کتب سیرت کے مطالعات کا بیان ہے۔ سب سے اہم اخبار محمد ابن اسحاق نامی کتاب ہے (۲۱۹) جو مشہور مؤلف سیرت کی سوانح پیش کرتی ہے اور احمد بن محمد الاموی الاشبیلی (۵۶۱-۶۳۷ھ) کی تصنیف لطیف ہے۔ ابوالقاسم عبدالصمد بن سعید القاضی کی تاریخ من نزل حمص من

الصحابۃ الخ، ابن عساکر کی تاریخ دمشق، ازرقی کی تاریخ مکہ، ابن النجار کی تاریخ المدینہ وغیرہ کے مطالعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۹۰) قاضی عیاض کی مشہور کتاب الشفاء فی التعریف بحقوق المصطفیٰ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ امام ابراہیم بن عبد الرحمٰن التسولی (م ۵۴۲ھ) نے شیخ ابوعبد اللہ بن رشد سے الموطا کے علاوہ اس کی بھی سماعت کی تھی۔ (۳۸۱)

(ب) اندلسی سیرت نگاری

اندلسی سیرت نگاروں نے بلاشبہ مشرقی سیرت نگاری سے کسب فیض کیا تھا کہ مشرق مراکز اسلام رکھنے کے علاوہ سیرت نگاری ہی میں نہیں بلکہ تمام اسلامی علوم وفنون کی بنیادی اور اصلی روایات سے مالا مال تھا۔ اس سے یہ تصور نہ کرنا چاہیئے کہ اندلسی سیرت نگاری مشرقی روایات کی کورانہ تقلید پر مبنی تھی یا اس نے سیرت نگاری کے افق کو وسیع نہیں کیا۔ اندلسی عطیہ کا صحیح تجزیہ تو کتب سیرت کے تقابلی مطالعہ اور موازنہ کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ اندلسی سیرت نگاروں نے اس فن میں ہمہ جہتی توسیع کی بھرپور کوشش کی تھی۔ ان کی کتبِ سیرت کا سرسری جائزہ بتاتا ہے کہ موضوعات کے اعتبار سے ان کی نگارشات مشرقی تصانیف سے کم وقیع اور گوناگوں نہیں۔ مواد کے لحاظ سے بعض شارحین سیرت نے گراں قدر اضافے کئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ان کی سیرت نگاری کی کئی جہات ہیں جن سے اس وقت تعرض کرنا مقصود نہیں کہ وہ ایک نئی بحث کا موضوع ہے۔ اصل مقصود یہ ہے کہ اندلس میں سیرت نگاری کے ارتقاء کا ایک جائزہ پیش کیا جائے۔ تجزیہ وتحلیل اس کے بعد ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے یہ حقیقت یاد رکھنی ضروری ہے کہ اندلسی سیرت نگاری کا عرصۂ نگارشں بہت کم ہے۔ مشرق اور مرکز اسلام کے مقابلہ میں تقریباً سو سال کے بعد وہاں اس علم کا آغاز ہوا اور اس نے ارتقائی مراحل طے کرنے میں اپنا فطری وقت لیا۔ پھر بعد کی پانچ صدیوں کے دوران مشرقی مراکز اسلام میں جو علمی اور فنی ارتقا ہوا ہے اس سے اندلسی علوم وفنونِ اسلامی یکسر محروم رہے ہیں۔ مزید برآں اندلس کو اپنے مشرقی ممالک وامصار کے مقابلہ میں زیادہ سیاسی ابتری، سماجی کشاکش اور تہذیبی تصادم کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ان اسباب وعوامل کے پیشِ نظر جب ہم اندلسی سیرتی ادب کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ خاصا وقیع نظر آتا ہے۔ اس جائزہ میں پہلے ہم سیرت نبوی کی جامع کتب پر نظر ڈالیں گے پھر سیرت نبوی کے مختلف پہلوؤں پر لکھی جانے والی کتابوں کا مطالعہ کریں گے اور آخر میں متعلقاتِ سیرت کا تجزیہ کریں گے۔

حروف تہجی کے اعتبار سے سیرت نبوی پر جو کتابیں نظم ونثر میں مفصل یا مختصر لکھی گئیں ان میں سے ایک احمد بن محمد بن مفرح الاشبیلی العشاب (م ۶۳۷ھ) کی اختصار اخبار محمد بن اسحاق ہے جو برلین کے کتب خانے میں لبشکل مخطوطہ (۹۵۶۱) موجود ہے۔ حافظ ابو عیسیٰ یحییٰ بن عبد اللہ اللیثی نے اختصار سیرۃ الرسول کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی بغیۃ الملتمس اور فہرست ابن خیر ۲۳۲)۔ ایک اور اختصار مشہور صوفی طریقت امام محی الدین ابن عربی (۶۳۸ھ) نے اختصار السیرۃ النبویہ کے نام سے تحریر کیا تھا جس کا مخطوطہ دار الکتب مصریہ (۱۹۹۱) میں موجود ہے (تاریخ طلعت۔ یوسف الخالدی القدس، مجامیع ۱)۔ ابن اسحاق وابن ہشام کی مشہور زمانہ سیرت رسول اللہ اندلس کے طول وعرض میں مقبول ومتداول تھی۔ کئی اندلسی سیرت نگاروں نے اس کی شروع لکھیں، ان میں اہم ترین ابوذر مصعب بن محمد الخشنی (۶۰۴ھ/۱۲۰۷ء) کی الاملاء المختصر فی شرح غریب السیرۃ اور امام عبد الرحمٰن بن عبد اللہ السہیلی الاندلسی (م ۵۸۱ھ/۱۱۸۵ء) کی الروض الانف فی شرح سیرۃ ابن ہشام کلاسیکی کتابوں کا درجہ رکھتی ہیں بلکہ وہ اصل کتاب پر کئی جہات سے اضافہ کرتی ہیں (فواد سزگین تاریخ التراث العربی ۱/۸۰-۱۰۸) ان میں سے موخر الذکر کئی بار چھپ چکی ہے جبکہ اول الذکر کے ابھی تک مخطوطے پائے جاتے ہیں۔ الروض الانف بڑی مقبول عام کتاب تھی اس لیے اس کے متعدد مخطوطے دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ ان دونوں کتابوں کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ان کے اختصار لکھے گئے، ان کی شروح تیار کی گئیں اور ان کو منظوم بھی کیا گیا۔ مثلاً حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ/۱۳۴۷ء) جیسے عظیم محدث ومورخ نے ۷۱۹ھ میں المنتقیٰ من الروض الانف کے عنوان سے اس کا ایک اختصار تیار کیا تھا جس کا مخطوطہ برلین لائبریری (۹۵۶۵) میں محفوظ ہے جو ستاون اوراق پر مشتمل ہے۔ ابو الفتح محمد بن ابراہیم البلبیسی (م ۹۳۷ھ/۱۵۳۱ء) نے الالمام بالروض وسیرۃ ابن ہشام المقلب بجلاء الافکار بسیرۃ المختار کے عنوان سے اس کی تہذیب کی تھی اس کا بھی ایک مخطوطہ مؤلف کے خط میں ۲۵۶ اوراق پر مشتمل خالدیہ قدس میں موجود ہے، (معہد المخطوطات العربیۃ ۲ ص ۹۰۶) ابوذر خشنی کی شرح کی منظوم شرح فتح بن موسیٰ مغربی اندلسی (م ۶۶۳ھ/۱۲۶۵ء) کے علاوہ ایک نامعلوم مصنف نے الوصول الی السول کے عنوان سے کی تھی جس کا ایک مخطوطہ قاہرہ میں پایا جاتا ہے (۵/۶،۴۰ ص ۳۸۰ وغیرہ) اسی طرح یوسف بن عبد الہادی (م ۹۰۹ھ/۱۵۰۳ء) نے المیرۃ فی حل مشکل السیرۃ کے عنوان سے اس کی ایک اور شرح لکھی تھی جس کا مخطوطہ ظاہریہ کے کتب خانے میں موجود ہے (سیرہ ص ۵۳۔ کل اوراق ۱۷۲) ان کے علاوہ بھی ان دونوں کتابوں کی شروح وحواشی اور مختصرات موجود ہیں۔ مثلاً بلوغ المرام من سیرۃ ابن ہشام والروض الانف والاعلام

تالیف تقی الدین ابی بکر بن حجۃ الحموی (م ۸۳۷ھ) جس کے مخطوطے برلین (۹۵۶۹) اور نور عثمانیہ (۳۰۶۰) میں موجود ہیں۔ شمس الدین محمد بن احمد الکفیری الدمشقی کی (م ۸۳۱ھ) زھر الروض اصلاً سہیلی کی الروض کا اختصار تھی اس کا حوالہ ابن العماد حنبلی نے دیا ہے (۷/۱۹۶) محمد بن ابی بکر بن جماعہ (م ۸۱۹ھ) نے مختصراً الروض الانف للسہیلی تیار کیا تھا جس کا ایک مخطوطہ تیمور کتب خانہ میں موجود ہے (تراجم ۲۶۱) یہاں یہ کہنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خشنی نے تفسیر غریب ابیات السیرۃ لابن ہشام کے نام سے اس کے اشعار کی بھی شرح کی تھی اس کا ایک مخطوطہ ظاہریہ میں تفسیر ۱۲ کے نمبر سے محفوظ ہے۔ لیکن شرح غریب السیرۃ مصر سے ۱۳۲۹ھ میں شائع ہو چکی تھی۔

جو آزاد جامع کتب سیرت اندلس میں لکھی گئیں ان میں امام ابن حزم علی بن احمد (م ۴۵۶ھ) کی جوامع السیرۃ ایجاز و جامعیت کے لحاظ سے ممتاز ہے۔ اس کے کئی مخطوطے محفوظ ہیں اور وہ کئی بار چھپ بھی چکی ہے۔ مختصر سیرتوں میں عبد الرحمن الخثعمی الاشبیلی کی الدرر فی اختصار السیر ہے جو ابھی تک مخطوطہ ہے (الرباط، الخزانۃ الملکیۃ تاریخ ۳۶۱۳) جبکہ حافظ ابن عبد البر یوسف بن عبد اللہ قرطبی، (م ۴۶۳ھ) کی الدرر فی اختصار المغازی و السیر قاہرہ سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہو چکی ہے اور اہم کتب سیرت میں شمار کی جاتی ہے۔ محمد بن احمد جابر الاندلسی الضریر (م ۷۸۰ھ) کی السیرۃ النبویہ والمولد کا ایک مخطوطہ دار الکتب مصریہ میں موجود ہے (مجامیع ۹۴۴) اسی طرح احمد بن یوسف بن مالک الرعینی (م ۷۷۹ھ) کی السیرۃ والمولد النبوی کا مخطوطہ بھی وہیں محفوظ ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی غیر معروف کتب سیرت کے حوالے فہارس و مراجع میں ملتے ہیں۔ ان میں سے بطور مثال یحیی بن عبد اللہ بن ابی عیسی اللیثی کی سیرۃ رسول اللہ کا حوالہ دیا جا سکتا ہے (بغیۃ الملتمس ۱۰۰، اور فہرست ابن خیر ۲۳۲)

اندلسی سیرت نگاری کی ایک عظیم و نمائندہ مثال امام ابن سید الناس محمد بن محمد (م ۷۳۴ھ) کی عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر ہے جس کے مخطوطات کثیر تعداد میں دنیا بھر کی لائبریریوں میں موجود ہیں وہ قاہرہ سے ۱۳۵۶ھ میں چھپ بھی چکی ہے، اس کی عظمت کا اندازہ اور قبولیت کا قیاس اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اس کی متعدد شروح و حواشی اور مختصرات لکھے گئے ان میں خود مؤلف گرامی کا مختصر نور العیون فی فنون المغازی والشمائل والسیر کے عنوان سے سر فہرست ہے۔ اس کے علاوہ بعض اہم ترین کتب یہ ہیں: (۱) یوسف بن عبد الہادی الصالحی الدمشقی (م ۹۰۹ھ) کی الاقتباس لحل مشاکل سیرۃ ابن سید الناس (مخطوطہ ظاہریہ مجموع ۵۸/۱) (۲) محمد بن احمد بن عبد الہادی الصالحی الدمشقی (م ۷۴۴ھ) اقتباس الاقتباس لحل مشکل سیرۃ ابن سید الناس

مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۹۳۷ء المقدسی) (۳) امام علی بن برہان الدین الحلبی (سنہ ۱۰۴۴ھ) نے اپنی مشہور کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون میں جو السیرۃ الحلبیۃ کے عنوان سے زیادہ مشہور ہے سیرت شامی اور ابن سید الناس کی سیرت کی تلخیص کی ہے، یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے۔ (۴) احمد بن بکر العریقی السطیشی، مفتی عکا (م سنہ ۱۱۴۷ھ) نے سیرت حلبیہ کا خلاصہ کیا ہے بعنوان خلاصۃ الاثر فی سیرۃ سید البشر (مخطوطہ ظاہریہ م ۱۰۰۳۲ تا م ۱۰۰۳۸، برلن ۹۶۱۲)۔(۵) عزالدین محمد بن ابی بکر (م سنہ ۸۱۹ھ) کی شرح سیرۃ ابن سید الناس (مخطوطہ خالدیہ القدس سیرہ م ۱۴) (۶) ابن الشحنہ عبدالبر بن محمد الحلبی (م سنہ ۹۰۹ھ) شرح المنظومۃ الحلبیۃ فی السیرۃ النبویہ (مخطوطہ فیض اللہ ۱۴۶۸)، (۷) ابن العجمی، احمد بن ابراہیم سبط (م سنہ ۸۱۸ھ) کی النبراس علی سیرۃ ابن سید الناس (مخطوطہ عارف حکمت سیرہ م ۱۲۴)، (۸) ابوحیان النحوی، محمد بن یوسف (م سنہ ۷۴۵ھ) کی نظم عیون الاثر لابن سید الناس (مخطوطہ البلدیۃ الاسکندریۃ م ۴۷ ۳۴۴ ج) (۹) ابراہیم بن محمد بن خلیل (م سنہ ۸۴۱ھ) ابن العجمی کی شرح کا نام نور النبراس فی شرح سیرۃ ابن سید الناس جو مختلف مخطوطات کی شکل میں ہونے کے علاوہ چھپ بھی چکی ہے۔ تلاش و تفحص سے ان کے علاوہ بھی اور کئی شروح و مختصرات مل سکتے ہیں۔

ابن حزم اندلسی نے ایک اور کتاب المرتبۃ الرابعہ فی نسب رسول اللہ وسیرہ و مغازیہ بھی لکھی تھی جو ابھی تک مخطوطہ ہے (مکتبہ الطاہر بن عاشور، تونس اور برلن ۹۵۱۰) اسی طرح محی الدین ابن عربی کی ایک اور کتاب سیرت محاضرات الابرار و مسامرات الاخیار ہے جو کئی بار مصر سے چھپ چکی ہے آخری طباعت سنہ ۱۹۷۳ء کی ہے۔ ابن حزم کے ایک معاصر علامہ ہشام بن احمد الوقشی الطلیطلی (م سنہ ۴۸۹ھ) کی السیرۃ النبویۃ کا حوالہ بغیۃ الملتمس ص ۵۵ اور کحالہ ۱۳/۷۴ میں پایا جاتا ہے جبکہ ابن خیر نے اسماعیل بن الفضل بن طرخان التیمی کی سیرت نبوی کا حوالہ دیا ہے (۲۹۶)۔ احمد بن عیسیٰ بن حجاج الافلیح الاندلسی کی منظوم سیرت نظم الدرر و نثر الزہر کا حوالہ (الذیل والتکملۃ ۳۵۶/۱/۱) میں ملتا ہے۔ تاریخ اسلام کی عالمی اور جامع کتابوں میں بھی سیرت نبوی کے طویل و مفصل ابواب ملتے ہیں جن کو اگر الگ کر دیا جائے تو مفصل سیرت کی کتاب بن جائے ایسی کتابوں میں ابن عبدربہ کی العقد الفرید نمائندہ مثال ہے کہ اس میں کافی مفصل موادِ سیرت موجود ہے۔

اگرچہ مغازی اور مشاہد و فتوح نبوی سے متعلق کتب و رسائل صرف ایک پہلوئے سیرت سے بحث کرتے ہیں تاہم بسا اوقات وہ بھی کامل سیرت نبوی کی جامع کتابیں ہوتی ہیں۔ یہ روایت ارتقاء کی چند دہائیوں کے بعد ہی قایم ہوگئی تھی اور مؤلفین مغازی نے عنوان کتاب کی کامل رعایت

نہ کر کے سیرت نبوی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اندلسی مؤلفین سیرت نے بھی اس روایت کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ بعض نئی جہات شامل کر کے اسے مزید پروان چڑھایا۔ قاضی حافظ سلیمان بن موسیٰ الکلاعی (م ۶۳۴ھ) کی الاکتفا فی مغازی المصطفیٰ والثلاثۃ الخلفاء اس کی نمائندہ مثال ہے عالمی کتب خانوں میں اس کے بہت سے مخطوطات ہیں اور وہ قاہرہ سے ۱۹۶۸ء میں چھپ بھی چکی ہے۔ حافظ ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) نے اپنی جامع سیرت کا ایک اختصار المغازی کے عنوان سے بھی تیار کیا تھا جو غالباً مخطوط ہی ہے، غالباً واقدی اور بلاذری کی اتباع میں عبدالرحمٰن بن محمد بن حبیش اندلسی (م ۵۸۴ھ) نے الغزوات والفتوح کے عنوان سے اپنا مخطوط چھوڑا ہے۔

سیرت نبوی کے مختلف پہلوؤں پر بہت کثیر تعداد میں کتابیں اور رسالے تحریر کئے گئے ہیں۔ ذات رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت شریفہ خُلق القرآن ہونے کے سبب بے پناہ و بیکراں ہے اور ہم خطا کار نگاہ و فکر کے احاطۂ قدرت و دائرۂ استطاعت سے باہر ہے اور بقول علامہ شبلی نعمانی اگر کوئی لکھ سکتا ہے تو وہ صرف مالک کل خالق کائنات اللہ رب العالمین ہی لکھ سکتا ہے کہ وہی اپنے محبوب رسول مکرم و بندہ عزیز کو صحیح ترجمان ہے۔ ترتیب زمانی کے اعتبار سے عصر نبوی، جائے ولادت نبوی اور مولد شریف کو اولیت حاصل ہے اور اندلسی مؤلفین سیرت نے ان موضوعات کو اپنی کتابوں کا محور بنایا ہے خاص کر مولد/ میلاد نبوی تمام سلف مؤلفین سیرت میں بڑا مقبول موضوع رہا ہے۔ حافظ ابن عبدربہ کی العقد الفرید میں عصر نبوی اور مکہ مکرمہ اور اس کی تہذیب و تمدن پر جو مواد موجود ہے اگر اس کو ایک جگہ جمع کر کے شائع کر دیا جائے تو مستقل کتاب بن جائے۔ میلاد نبوی پر جو کتابیں اندلس میں لکھی گئیں ان میں محمد بن احمد الانصاری الخزرجی کی الاعلام فیما یجب علی الانام من معرفۃ مولد المصطفیٰ علیہ السلام (مخطوط طوب قپو ۲۴۴م ۶۰۳۱ عمر بن الحسن بن دحیۃ الکلبی اندلسی (م ۶۳۳ھ) کی التنویر فی مولد السراج المنیر (مخطوط برلن ۹۵۴۷) احمد بن علی بن سعید الغرناطی (م ۶۵۳ھ) کی نظم الثمام فی مولد سید تہامہ (مخطوط برلن ۹۵۴۷/۲) محمد بن احمد بن جابر الاندلسی (م ۷۸۰ھ) کی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مخطوط سلیمانیہ ۳۴۴/۱) اس نوع کی نمائندہ کتب ہیں۔ ان کے علاوہ تلاش و تفحص سے اور کتابوں کے حوالے بھی دیئے جا سکتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے شریفہ، رضاعت، اور ابتدائی زندگی، نسب و خاندان، آباء و اجداد اور اسلاف غرض کہ قبل بعثت سیرت طیبہ کے مختلف پہلو مؤلفین سیرت کی توجہ کا

فکر و رقم کا مرکز رہے ہیں۔ اندلسی سیرت نگاروں نے اس مختلف الجہات موضوع پر اپنے کافی دقیع کام چھوڑے ہیں جن میں سے کچھ آج بھی مخطوطہ یا مطبوعہ کی شکل میں موجود ہیں۔ ابن دحیہ کلبی مذکور (م ۶۳۳ھ) نے اسماء النبی پر المستوفی فی اسماء المصطفیٰ کے نام سے کتاب لکھی تھی (مخطوطہ برلن ۱۱۴۴) جس کی ایک تلخیص محمد بن عبد الدائم المليق (م ۶۹۵ھ) نے اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے کی تھی (مخطوطہ برلن مجموعہ ۹۵۱۶)۔ ابن دحیہ نے اپنی کتاب کی ایک شرح اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے کی تھی جس کا حوالہ ابن المقری نے دیا ہے (نفح الطیب ۲/۳۰۶) اندلس میں اس قسم کے مختصر موضوعات کے لیے ارجوزہ کی روایت پروان چڑھی تھی، اسی کے اتباع میں محمد بن احمد القرطبی (م ۶۷۱ھ) نے ارجوزة فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف کی تھی (مخطوطہ برلن ۱۱۴۴) انساب عرب پر سب سے اہم جامع اور موجود کتاب امام ابن حزم کی جمہرة انساب العرب ہے جو کئی بار چھپ چکی ہے اور اس میں نسب نبوی شریف کے علاوہ آپ کے اجداد و اسلاف اور خاندان کا نسب بھی ہے اور مختصر حال بھی ہے۔ خاص آپ کے نسب شریف پر جو کتابیں اندلسی علماء نے لکھی ان میں علی بن محمد بن فرحون قرطبی (م ۶۰۴ھ) کی تواریخ الاخبار والتعریف بنسب النبی المختار (مخطوطہ الرباط ۱۳۴۸ د)، امام رشاطی کی اقتباس الانوار، اور عبد اللہ بن عبد الرحمن الازدی الاشبیلی کا مختصر اقتباس الانوار (مخطوطے ازہر مصطلح ۱۳۲۰، ۹۰۱۵، دار الکتب ۱۶۵ح وغیرہ) حافظ ابن ابی الخصال محمد بن مسعود الغافقی الاندلسی (م ۵۴۰ھ) کی منهاج المناقب ومعراج الحاسب الثاقب فی نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مخطوطہ اسکوریال ۱/۱۴۰۴)، محمد بن سلامہ القضاعی (م ۴۵۴ھ) کی نسب النبی ومولدہ وہجرتہ ووفاتہ (مخطوطہ سوہاج ۷۷ تاریخ) کے علاوہ شیخ ابن عربی کی نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسنتہ فی خلقہ وخلقتہ وسیرتہ کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ خاص خاندان قریش پر ابن حزم کے معرکۃ الآراء کام کے علاوہ حافظ القاسم اصبغ اندلسی (م ۳۴۰ھ) کی کتاب فضائل قریش (بغیۃ الملتمس ۳۴۳) اور عبد اللہ بن یحییٰ المرادی الاشبیلی (م بعد ۵۶۰ھ) کی کتاب المنتخب من نسب قریش خیار العرب (مخطوطہ کتاہیہ، وحید پاشا ۲۳۴۲، نقل خط مصنف ۵۶۱ھ) اہم کتب ہیں۔ والدین، اعمام، اجداد، امہات، اسلاف اور بعثت سے پہلے کی مجموعی زندگی پر اندلس میں کم کتابیں لکھی گئیں۔

اعلام و دلائل نبوت، بشارات، ختم نبوت، وحی و نزول وحی، قرآن کریم، اثبات نبوت، امیت نبوی اور اسراء و معراج وغیرہ نبوی زندگی کے اہم ترین موضوعات ہیں۔ مشرقی مؤلفین سیرت کی مانند اندلسی سیرت نگاروں نے ان موضوعات پر اکثر و بیشتر مستقل کتابیں الگ الگ تحریر کیں اور کبھی کبھی

ان میں سے بعض کو ملا کر لکھیں۔ ابوالمطرب عبدالرحمن بن محمد فطیس القرطبی (م ۴۰۲ھ) کی کتاب أعلام النبوۃ فی دلالات الرسالۃ کا حوالہ سخاوی نے دیا ہے (۵۳۶) جبکہ عبداللہ بن عبدالعزیز البکری الاندلسی (م ۴۸۷ھ) کی کتاب اعلام النبوۃ کا ذکر بھی ملتا ہے (ذیل ۱/۱۰۴) دلائل النبوۃ کے عنوان سے جو کتب سیرت لکھی گئیں ان میں حافظ ابن ابی الدنیا عبداللہ بن محمد (م ۲۸۱ھ) ثابت بن حزم السرقسطی (م ۳۱۳ھ)، ابن النقاش المقری (م ۳۵۱ھ) اور ابوذر الخشنی (م ۶۰۴ھ) کی تالیفات کا ذکر مختلف مآخذ میں آیا ہے (سخاوی ۵۳۵، کشف الظنون ۱/۱۸ اور فہرست ابن خیر ۳۶ وغیرہ)۔ وحی ونزولِ وحی اور قرآن مجید پر اتنی کتابیں ہیں کہ ان کے تذکرے لیے کئی دفتر درکار ہیں لہذا اس کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ بطور مثال منذر بن سعید البلوطی (م ۳۵۵ھ)، قاضی ابن العربی (م ۵۴۳ھ) ابوبکر محمد بن طیب الباقلانی (م ۴۰۳ھ) الحسن بن عبدالرحمن القضاعی، ابن مفرج البطلیوسی وغیرہ کے صرف نام گنائے جاتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امیّۃ کے بارے میں ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی (م ۴۷۴ھ) کے ایک رسالۃ فی الخلاف الواقع فی کتابۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ کا ذکر آتا ہے جس کا مخطوطہ (یازمہ باغشلز ۱۸۸۵/۳ مکتوبہ ۵۷۶ھ) موجود ہے۔ معجزاتِ نبوی پر عمر بن الحسن بن دحیہ الکلبی کی الآیات البینات فی ذکر ما فی أعضاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المعجزات احمد بن عیسیٰ بن حجاج الافلح الاندلسی کی الدرر البہیۃ فی معجزات خیر البریۃ اور ابن غصن الاشبیلی محمد بن ابراہیم (م ۶۲۳ھ) کی معجزات خیر البریۃ کا ذکر مختلف مآخذ میں ملتا ہے۔ (نفح الطیب ۲/۲۰۷ اور ۳۰۶، الذیل والتکملہ ۱/۱/۳۵۶)۔

مدنی عہد نبوی پر جو مواد سیرتِ نبوی اور مغازی ومشاہد وفتوح کی جامع کتابوں میں موجود ہے اس کے علاوہ اس دور کے مختلف پہلو ہیں۔ جن میں ہجرت، مدینہ منورہ، مسجد نبوی، مدینہ میں ابتدائی نظم معاشرہ وحکومت، کاتبین، سفراء، عمال بعض انتظامی امور و معاملات جیسے معاہدے، صلح نامے، اموال، اقطاع، طعم اور وفود عرب کے علاوہ ازواجِ مطہرات اور عام وخاص صحابہ کرام اور حیات و شخصیت نبوی سے وابستہ اہم افراد وشخصیات اہم ترین موضوعات ہیں۔ ابن سلامہ قضاعی کی کتاب میں ہجرت کے باب کا ذکر آچکا ہے۔ ابھی تک مستقل کتاب اس عنوانِ بالا پر نہیں مل سکی ہے جبکہ حرمین شریفین پر رزین بن معاویہ العبدری السرقسطی (م ۵۳۵ھ) کی کتاب اخبار مکۃ والمدینۃ وفضلہما کا حوالہ بروکلمان نے دیا ہے (ذیل اول ۶۳۰) ان میں سے کئی موضوعات پر اندلسی کتابوں کا سراغ نہیں لگایا جا سکا۔ البتہ صحابہ کرام کی سوانح پر اندلسی سیرت نگاروں نے بڑے قابلِ قدر کارنامے انجام دیئے ہیں۔ ان میں سب سے اہم حافظ ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) کی معرکۃ الآراء کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ہے

جس میں چار ہزار دو سو چھبیس سوانحی خاکے ہیں اور وہ کئی بار چھپ چکی ہے اور اس کے مخطوطے بھی متعدد ہیں۔ اس اس کے علاوہ دو اہم کتابیں اپنے زمانے میں کافی مشہور و مقبول تھیں۔ اول ابن حزم (م ۴۵۶ھ) کی اسماء الصحابۃ الرواۃ عن النبی کا مخطوطہ دار الکتب مصریہ (۲۵۴ مصطلح) میں موجود ہے جبکہ دوم محدث بقی بن مخلد اندلسی (م ۲۷۶ھ) کی اہم کتاب أسماء الصحابۃ وعدد ما رووا من احادیث کا ایک مخطوطہ معہد المخطوطات۔ ۱۰۱۸، تاریخ میں محفوظ ہے۔ ان کے علاوہ ابن عمیرہ الضبی نے حافظ خلف بن قاسم بن سہل (م ۲۹۳ھ) کی کتاب اسماء المعروفین بالکنی من الصحابۃ والتابعین کا حوالہ دیا ہے (بغیۃ الملتمس ص ۲۷) اس موضوع پر ایک عظیم کتاب امام الرشاطی عبد اللہ بن علی (م ۴۶۶ھ) کی اقتباس الانوار والتماس الازہار فی انساب الصحابۃ ورواۃ الآثار تھی جس کا اختصار مختصر اقتباس الانوار مؤلفہ عبد اللہ بن عبد الرحمن الازدی الاشبیلی ہم تک مخطوطہ کی شکل میں ہی پہونچ سکا ہے۔ حافظ ابن سید الناس کی ایک اہم کتاب تحصیل الاصابۃ فی تفضیل الصحابۃ کا ذکر صفدی نے کیا ہے (الوافی ۱/ ۲۹۲)

حافظ ابن عبد البر کی الاستیعاب اتنی اہم اور کلاسیکی نوعیت کی کتاب ہے کہ بعد کی صدیوں میں اس کی متعدد شروح، اختصارات اور ذیل و تکملے لکھے گئے۔ ان میں محمد بن خلف بن فتحون (م ۵۲۰ھ) کی الاستلحاق علی الاستیعاب، ابن ابی طے یحییٰ بن حُمیدہ (م ۶۳۰ھ) کی تہذیب الاستیعاب، احمد بن یوسف الادرعی کی روضۃ الاحباب فی مختصر الاستیعاب اہم ترین ہیں (ہدیہ ۲/ ۸۴، کشف الظنون ۸۱ فوات کتبی ۴/ ۲۷۱، اور معجم المنجد) فضائل و مناقب اور سوانح صحابہ میں کئی کتابیں اندلسی سیرت نگاروں نے مختلف صدیوں اور شہروں میں لکھیں۔ ان میں امام عبد الملک بن حبیب الاندلسی (م ۲۳۸ھ) عبد الرحمن بن محمد فطیس القرطبی (م ۴۰۲ھ) کی فضائل الصحابۃ (ہدیہ ۴/ ۶۲، کشف ۲۷۰ ۱۲) معرفۃ الصحابہ والتابعین کے عنوان سے ابوالربیع سلیمان بن موسیٰ الکلاعی (م ۶۳۴ھ) کی کتاب اور ابن سید الناس کی تالیف المقامات العلیۃ فی کرامات الصحابۃ الجلیۃ (فوات ۲/ ۱۸۱ اور ۱/ ۲۹۳) کی مفقود کتابوں کے علاوہ امام ابن حزم اندلسی کی موجودہ مطبوعہ کتاب المفاضلۃ بین الصحابۃ بھی شامل ہے جو دمشق میں ۱۹۴۰ء میں چھپی۔ حافظ ابن ابی الخصال محمد بن مسعود الغافقی (م ۵۴۰ھ) کی دو اہم کتابوں۔ ظل الغمامۃ فی مناقب العشرۃ وعمّی الرسول اور ظل الغمامہ وطوق الحمامۃ فی مناقب من خصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صحابتہ بالکرامۃ۔ میں اول الذکر کا مخطوطہ موجود ہے (اسکوریال ۱/ ۴۰۴) جبکہ موخر الذکر کا صرف حوالہ ملتا ہے (فہرست ابن خیر ۳۸۶) اسی نوعیت کی ایک اہم کتاب قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) کی تالیف السیف المسلول علیٰ من سب اصحاب الرسول کا بھی حوالہ آیا ہے (کشف ۲/ ۱۰۱۸) ابن العجمی احمد بن ابراہیم

(م ۸۷۸ھ) کی تالیف قرۃ العین فی فضائل الشیخین کو بھی اس زمرہ میں شمار کیا جاسکتا ہے (ہدیہ ۱/۱۴۲)
المقری نے ابوالربیع بن سالم کی ایک دلچسپ عنوان کی کتاب المعجم فیمن وافقت کنیتہ کنیۃ زوجہ من
الصحابہ کا حوالہ دیا ہے (نفح الطیب ۴/۴۷۵) جستجو کی جائے تو ایسی کتابوں کی فہرست میں اور کئی
ناموں کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن تفہیم موضوع کے لیے انھیں کا تذکرہ کافی ہے۔

سیرت نبوی کے دوسرے پہلوؤں میں اخلاق نبوی پر ابن حبان کی اخلاق رسول اللہ دراصل
امام محمد بن الولید الفہری الطرطوشی (م ۵۲۰ھ) کا اختصار ہے (فہرست ابن خیر ۲۷۱) خصائص النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ابن السدی الاندلسی، یوسف بن موسیٰ (م ۶۶۳ھ) کی تالیف تھی (کشف ۷۰۶)
اسی موضوع پر عمر بن الحسن بن دحیہ الکلبی کی کتاب نہایۃ السول فی خصائص الرسول کے عنوان سے مخطوطہ
کی شکل میں دارالکتب المصریہ (۵۰۷/۱۹۵۰ب) میں محفوظ ہے۔ شمائل نبوی پر امام ترمذی کی عظیم الشان
کتاب نے متعدد طبع زاد تالیفات کے علاوہ شروح وحواشی اور مختصرات کی بناڈالی تھی۔ اندلسی سیرت نگاروں
نے بھی کئی کتابیں لکھی تھیں ان میں علی محمد بن محمد بن ابراھیم الغرناطی (م ۵۵۲ھ) کی کتاب الشمائل بالنور
الساطع الکامل عمدہ کتاب تھی (کشف ۱۰۵۹، کحالہ ۷/۱۷۰)۔ دوسری محمد بن عتیق الازدی الغرناطی
(م ۶۴۶ھ) کی مطالع الانوار فی شمائل المختار تھی (ہدیہ ۲/۱۲۴) حقوق وآداب نبوی پر تمام ادوار
کی عظیم ترین کتاب قاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی (م ۵۴۴ھ) کی معرکۃ الآرا تالیف الشفا بتعریف
حقوق المصطفیٰ ہے جس کے بہت سے مخطوطے ہیں اور وہ متعدد بار مختلف ممالک میں چھپ چکی ہے۔
اس کی عظمت ومقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی متعدد شروح لکھی گئیں، اس
کے خلاصے تیار کیے گئے، اس کے مشکل الفاظ کے معانی پر کتابیں لکھی گئیں اور ہر طرح سے اس پر
کام کیا گیا۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور حافظ الخفاجی شہاب احمد بن محمد (م ۱۰۶۹ھ) کی شرح نسیم الریاض
ہے۔ جو کئی بار چھپ چکی ہے اس کے متعدد مخطوطے بھی پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ لگ بھگ دو
درجن کتابیں اسی پر لکھی گئی ہیں۔ جن میں سے کئی اندلسی مؤلفین کی ہیں۔

ازواج مطہرات، اولاد نبوی اور اہلبیت پر بالعموم کم کتابیں لکھی گئیں اور اندلسی سیرت نگاروں
نے کم تر لکھیں۔ ان میں قاضی ابن العربی کی حدیث الافک پر اسی عنوان سے جس کا حوالہ المقری نے
دیا ہے (نفح الطیب ۲/۲۶)، ابن بزیع اندلسی ابوعمران موسیٰ بن محمد نے ایک قصیدۃ فی مدح ام المومنین السیدۃ
عائشہ لکھا تھا جس کا ایک مخطوطہ موجود ہے (البلدیۃ الاسکندریہ ۲۱۹۰ د) اس قسم کی ایک یا دو اور غیر اہم
کتابیں یا قصیدے اور رسالے ہیں۔ اولاد نبوی پر کوئی قابل قدر کام کہیں نہیں ہوا نہ ہی اہلبیت پر۔

حج نبوی پر جو کتابیں لکھی گئیں ان میں امام ابن حزم (م ۴۵۶ھ) کی حجۃ الوداع اہم ترین کتابوں میں شامل ہے، اس کے متعدد مخطوطے بھی ہیں اور وہ بیروت وغیرہ سے کئی بار چھپ چکی ہے۔ حدیث نبوی اگرچہ سیرت سے متعلق ہے تاہم وہ اپنی جگہ مستقل اور اہم ترین موضوع ہے۔ اس پر اندلسی علماء نے بہت زیادہ کام کیا ہے لہذا اس سے متعلق کتابوں کا ذکر کسی اور مضمون میں کیا جائے گا۔

قرارت نبوی پر محمد بن عیسیٰ البریلی الاندلسی (م ۴۴۰ھ) کی کتاب وقوف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القرآن کا حوالہ حاجی خلیفہ نے دیا ہے (کشف ۲۰۲۵) تفسیر نبوی پر محمد بن احمد الغرناطی (م ۷۴۰ھ) کی کتاب تفسیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حوالہ ملتا ہے (ہدیہ ۲/۶۰) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں پر جو چند کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں محمد بن فرج المالکی القرطبی المعروف با بن الطلاع (م ۴۹۷ھ) کی کتاب اقضیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اہم ترین ہے بلکہ خوش قسمتی سے موجود ہے اور بیروت و مصر سے چھپ بھی چکی ہے جبکہ حکمت نبوی پر دو کتابوں کا سراغ ملا ہے اور دونوں اندلسی سیرت نگاروں کی ہیں۔ ان میں سے ابو احمد العسکری (م ۳۸۲ھ) کی کتاب الحکم والامثال المرویۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف حوالہ ملتا ہے (فہرست ابن خیر ۲۰۲) جبکہ امام محمد بن عبد اللہ العربی (م ۵۴۳ھ) کی تالیف حِکَمُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مخطوطہ اسکندریہ میں محفوظ ہے (حدیث ۲۱) طب نبوی پر تقریباً بیس کتابوں میں سے کم از کم دو اندلسی علماء کی ہیں۔ ایک عبید الملک بن حبیب (م ۲۳۸ھ) کی الطب النبوی کے نام سے تھی جس کا صرف حوالہ ملتا ہے (کشف ۱۰۹۵) دوسری امام ابن حزم کی کتاب ہے جو مختصر ہونے کے سبب رسالۃ فی الطب النبوی کے نام سے بیروت سے ۱۹۶۹ء میں چھپ چکی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کا موضوع بڑا مقبول رہا ہے۔ متعدد علماء نے اس پر کتابیں رسالے لکھے ہیں یا قصیدے کہے ہیں۔ اندلسی سیرت نگاروں میں ابن شاہین (م ۲۵۵ھ) کی فضل الصلاۃ علی النبی (فہرست ابن خیر ۲۷۸)، جبیر بن جبیر بن محمد القرطبی (م ۶۱۵ھ) کی مطالع الانوار ومسالک الابرار فی فضل الصلوٰۃ علی النبی المختار (ہدیہ ۱/۱۵۰) اور ابن عربی کی الصلوٰۃ المحمدیہ کا حوالہ ملا ہے۔ مؤخر الذکر کی ایک شرح عبد الغنی النابلسی (م ۱۱۴۳ھ) نے ورد الورود وفیض البحر المددود کے عنوان سے کی تھی جس کا مخطوطہ محفوظ ہے (دار الکتب المصریہ ۲۱۸۶ ۲۳ب)۔ مدح رسول اور نعت نبوی اسی نوع کا دوسرا مقبول ترین موضوع رہا ہے۔ اس پر بہت سے شعراء، ادباء اور سیرت نگاروں نے نظم و نثر میں بہت سی کتابیں، رسالے اور نظمیں لکھی ہیں۔ ان میں اندلسیوں کا حصہ بھی کافی ہے۔ ان کی ایک اہم ترین تالیف امام ابن سید الناس کی کتاب بشری اللبیب بذکری الحبیب ہے جس میں انھوں نے

مدحِ نبوی میں اپنے قصائد کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا ہے۔ اس کے متعدد مخطوطات بھی ہیں اور وہ ۱۸۹۵ء میں چھپ بھی چکی ہے۔ مشہور قصیدۂ بردہ نے متعدد علماء و شعراء کو اس کی شرح وغیرہ پر ابھارا تھا۔ اندلسی سیرت نگاروں میں محمد بن علی الشاطبی الاندلسی (م بعد ۶۷۸ھ) کی تخمیس البردہ کا مخطوطہ رباط میں محفوظ ہے (۱۴۳۱- ۱۴۹۱د) اس کے علاوہ اس کی کئی شروح و تفسیریں کی گئی تھیں ان کا ذکر اختصار کی غرض سے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ جبکہ مالک بن عبد الرحمن بن المرحل المالقی (م ۶۹۹ھ) کی کتاب التوشیحات النبویۃ علی حروف المعجم کا صرف حوالہ ہی مل سکا ہے، انھیں کی ایک اور کتاب القصائد العشرینیات المحمدیات وشرحہا وغیرہ کا بھی صرف حوالہ ہی ملتا ہے (کحالہ ۸/ ۱۶۹ ـــــ خوش قسمتی سے ابن جابر الاعمیٰ (م ۷۸۰ھ) کا قصیدہ بدیعیۃ بعنوان الحلۃ السیراء فی مدح خیر الوریٰ قاہرہ سے ۱۳۴۰ھ میں چھپ چکا ہے۔ یہ اپنے زمانے میں اور بعد میں بھی کافی مقبول رہا ہے اسی لیے اس کی کئی شرحیں لکھی گئیں جن میں احمد بن یوسف الرعینی الغرناطی (م ۷۷۹ھ) کی شرح کا حوالہ ملتا ہے (مفتاح السعادۃ ۱/ ۱۹۵) جبکہ مؤلف موصوف نے ایک کتاب خود بعنوان طراز الحلۃ وشفاء الغلۃ لکھی تھی (کشف ۱۰۸۸) قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) نے بھی ایک قصیدہ بعنوان قصیدۃ فی مدح خیر البریۃ لکھا تھا جس کا مخطوطہ ملتا ہے (الرباط ۸۸۶-۱۷۷د) جبکہ اسی عنوان سے لسان الدین ابن الخطیب (م ۷۷۶ھ) کا قصیدہ بھی اسی کتب خانے میں محفوظ ہے۔ محمد بن علی الغرناطی (م ۷۱۵ھ) کا قصیدہ بعنوان قصیدۃ فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم دو ہزار اشعار پر مشتمل تھا (کشف ۱۳۴۴) ان کے علاوہ اور بھی قصائد اندلسی علماء کے ہیں جن کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

خواب میں رویت نبوی، آپ کی ذات سے توسل و استعانت، آپ کے نام استغاثہ کے رسالے اور خطوط، آپ کی اقتداء و ہدایت، آپ کی قبر شریف کی زیارت اور آداب وغیرہ مسلم علماء و مؤلفین کے بڑے محبوب موضوعات رہے ہیں اور ان پر بہت سی کتابیں اور رسالے لکھے گئے ہیں۔ اندلسی مؤلفین میں بھی یہ روایت باقی اور قائم رہی۔ امام سہیلی (م ۵۸۱ھ) عبد الرحمن عبد اللہ نے ایک مختصر رسالہ لکھا تھا جس کا عنوان تھا رسالۃ فی رویۃ اللہ تعالیٰ ورویۃ رسولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (ہدیہ ۵۲۰/۱) ابو الحجاج المنتشاقری کی کتاب حقائق برکات المنام فی مرای المصطفیٰ خیر الانام کا حوالہ مقری نے دیا ہے۔ (نفح الطیب ۶/ ۱۵۴) توسل و استغاثہ کے موضوع پر ابو الربیع سلیمان بن موسیٰ الکلاعی (م ۶۳۴ھ) کی کتاب مصابیح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظۃ والمنام کا حوالہ ہی ملا ہے (کشف ۱۷۰۶) دلچسپ بات یہ ہے کہ شکوی اور استغاثہ پر جن پانچ رسالوں کا سراغ ملا ہے وہ سب کے سب اندلسی علماء اور مؤلفین کے لکھے ہوئے ہیں:۔ (۱) ابو محمد عبد اللہ بن السید البطلیوسی (م ۵۲۱ھ) کا رسالۃ الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) ابن ابی الخصال محمد بن مسعود الغافقی (م ۵۴۰ھ) کا رسالۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ باقی تین رسالے رسالۃ الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے لکھے گئے ہیں جن میں سے دو ابن الخطیب کے تحریر کردہ ہیں اور ایک ابن الحنّان محمد بن محمد الانصاری المرسی کا (فہرست ابن خیر بالترتیب ۴۲۰، ۴۱۸ اور نفح الطیب ۶/ ۶۰-۲۵۴ اور ۳۷۹ نیز ۷/ ۴۲۴)۔ بقیہ موضوعات پر اندلسی سیرت نگاروں کی تحریروں کی تحقیق ابھی باقی ہے۔

ظاہر ہے کہ اندلسی سیرت نگاری کا یہ ایک سرسری جائزہ ہے اگرچہ کوشش یہ رہی ہے کہ اسے اختصار کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ جامع بھی بنایا جائے تاکہ اندلسی مؤلفین سیرت کی کاوشوں کو ان کے صحیح تناظر میں دیکھا جا سکے۔ تمام دستیاب مآخذ و مصادر کا بھی احاطہ نہیں کیا گیا ہے کہ وہ وقت طلب اور مقام طلب ہے صرف چند بنیادی قدیم وجدید مآخذ پر انحصار کیا گیا ہے۔ اس میں کتابوں اور ان کے مؤلفین کے بارے میں تفصیلات دینے سے بھی گریز کیا گیا ہے کہ وہ مختصر مقالہ کی حدود سے باہر نکل جاتیں۔ کیونکہ ہمارا اصل مقصود یہ ہے کہ اندلسی سیرت نگاری کا ایک مختصر وجامع جائزہ پیش کرکے مزید تحقیقات کی راہ ہموار کی جائے۔ اصلاً یہ موضوع بڑا وسیع ہے اور مقالہ سے زیادہ کتاب کا متقاضی ہے۔ اسی بنا پر اس میں تجزیہ وتحلیل بھی نہیں ہے۔ آخر میں البتہ اس پوری بحث کا ایک تجزیہ ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ ایک نظر میں اندلسی سیرت نگاری کو دیکھا جا سکے۔

حرفِ آخر

اندلس میں سیرتی ادب کے ارتقاء کے اس مختصر اور ناقص جائزے سے بعض اہم نکات اہل علم ونظر کے غور وفکر کے لیے سامنے آتے ہیں:

اوّل یہ کہ اندلسی سیرتی ادب کا ارتقاء دو ہم آہنگ خطوط پر ہوتا رہا: ایک سیرتِ نبوی کے مطالعہ کی روایت کے ذریعہ اندلسی اہلِ علم سیرت کی کتابوں کی سماعت و روایت اور قراءت وکتابت کرتے رہے، دوسرے بہت سے اندلسی علماء و مؤلفین نے سیرت نگاری کے ذریعہ اپنے سیرتی ادب کو مالامال کیا۔ مطالعہ کی روایتِ اسلامی کے ضمن میں یہ حقیقت بھی یاد رکھنی چاہئے کہ طالبانِ سیرت نے صرف اندلسی مراکزِ علم وفن میں ہی اندلسی علماء وشیوخ سے تعلیم نہیں حاصل کی بلکہ دور دراز کے سفر کرکے افریقہ اور ایشیاء بالخصوص مشرق کے اصل اسلامی مراکز میں بھی نامور شیوخ و اساتذہ سے تحصیلِ فن کیا۔ اس ضمن میں دوسری اہم حقیقت یہ ہے کہ سیرت نبوی کے اعلیٰ درجہ کے طالب علموں

نے اندلسی مراکزِ علم وفضل میں نامور مؤلفین کتبِ سیرت سے اکتسابِ علم کیا اسی طرح ان ایسے متعدد نے مشرقِ اسلامی کے عظیم ترین سیرت نگاروں کی کتابوں کو بالمشافہہ ان کی جنابِ عالی میں حاضر ہوکر پڑھا یا ان کے شاگردوں کے سلسلۂ زریں سے ارتباط قائم کرکے حاصل کیا۔ اخذ واستفادہ اور افادہ و افاضہ کی یہی روایت مسلسل سیرت نگاری کے میدان میں بھی جاری رہی۔

دوم یہ کہ زمان و مکان کے اعتبار سے اندلسی سیرتی ادب کے ارتقاکے دونوں بیک وقت مخلوط ومتوازی دھارے سرزمینِ اندلس کی اسلامی فتح کے جلو میں بہنے شروع ہوئے اور اسلامی پرچم کے زیرسایہ ان کے رقبہ میں وسعت پیدا ہوتی گئی تاآنکہ فتح اندلس کی تکمیل کے ساتھ وہ ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گئے جہاں مسلم آبادی اور اسلامی روایاتِ علم وفن قائم تھی۔ ان دونوں دھاروں کا بہاؤ اور دونوں طریقوں کا فیضان تقریباً آٹھ سو سال تک برسوں اور صدیوں کے نشیب وفراز سے گذرتا ہوا برابر جاری وساری رہا۔ اسلامی اندلس کے تمام مراکزِ علم وادب میں بالخصوص اور تمام مسلم علاقوں میں بالعموم ہر سطح پر سیرت نبوی کی تعلیم جاری رہی اور اعلیٰ سطح پر سیرت نگاری کی روایت اول الذکر میں قائم رہی۔ اور اہم ترین حقیقت یہ کہ سرزمینِ اندلس سے مسلمانوں کے اخراج اور اسلامی تہذیب وتمدن کی کامل بربادی کی کوششوں کے باوجود ان طریقوں کے غیرفانی نقوش اوراقِ کتب وصحائف میں ثبت ہوکر بعد کی نسلوں کے لیے دلیل راہ بنے۔

سوم یہ کہ اندلسی سیرتی ادب اگرچہ اپنے آغاز وارتقاء کے لیے بنیادی مراکزِ اسلامی یا مشرقِ اسلامی کے عطیات واضافات کا مرہون منت ہے کہ اس کو سیرت نبوی کے مطالعہ کی قائم شدہ روایت بھی ملی تھی اور سیرت نگاری کی کافی ترقی یافتہ فنی تربیت بھی تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ اندلسی سیرت نگاروں نے ان دونوں کو اپنی اپنی جگہ پروان چڑھایا تھا اور ان کو مالا مال کیا تھا۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر کہہ دیا جاتا ہے کہ اندلسی علم وفن بالعموم اور سیرت نگاری اور تاریخ نویسی بالخصوص مشرقی اساتذہ وشیوخ کے کارناموں کا چربہ اور نقلِ محض ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اندلسی سیرت نگاروں نے مشرقی سیرتی ادب کی دولت میں قابلِ قدر اضافہ کیا ہے۔

چہارم یہ کہ جہاں تک موادِ سیرت وتاریخ کا تعلق ہے مشرق اسلامی اور اس کے علمی و تہذیبی مراکز کو چند گونہ فضیلت حاصل تھی۔ وہ صرف جولان گاہِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے بلکہ موادِ سیرت کے اخذ وجمع اور تدوین وتالیف کے اولین امین بھی وہی تھے۔ جب تک اسلامی اندلس وجود میں آتا سیرتِ نبوی کا سارا مواد تقریباً جمع ہوچکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری صدی ہجری کے بعد مشرقی سیرت نگاروں

نے بھی مواد و اصل میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ ان کا جو کچھ کارنامہ ہے وہ جمع و تدوین اور تالیف و تصنیف کی مختلف جہات میں اضافہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یہی صورتِ حال اندلس کے سیرت نگاروں کو پیش آئی۔ وہ نہ تو اصل مواد سیرت تک بنیادی اور براہِ راست رسائی رکھتے تھے اور نہ ہی ان کے مآخذ و مصادر پر کلی دسترس۔ البتہ جہات میں انھوں نے بھی اضافہ کیا۔

پنجم یہ کہ اندلسی سیرت نگاروں نے تیسری صدی ہجری اور بعد کی صدیوں کے مشرقی سیرت نویسوں کی مانند سیرت نبوی کے تقریبًا تمام موضوعات پر قابل قدر کتابیں اور رسالے لکھے۔ وہ موضوعات خواہ بعثت نبوی سے قبل کی حیات طیبہ سے تعلق رکھتے ہوں جیسے قبل نبوت عصرِ نبوی، ولادت وجائے ولادتِ نبوی، اسماء و نسبِ نبوی، اسلاف وآبار و اجدادِ نبوی، رضاعت نبوی وغیرہ یا بعثت نبوی اور اس کے متعلقات جیسے وحی و نزولِ وحی، قرآن کریم نبوتِ محمدی، اعلام و مبشراتِ نبوت، دلائل و اثباتِ نبوت، معجزات بالخصوص اسرار و معراجِ نبوی وغیرہ۔ یا مدنی دورِ طیبہ کے اہم سنگ میل ہوں جیسے ہجرت وجائے ہجرتِ نبوی، تنظیم معاشرہ و تعمیرِ مسجد نبوی، مغازی و مشاہد و فتوحِ نبوی، عام صحابہ کرام ہوں یا حکومت نبوی کے عمال و سفراء اور کتابِ نبوی یا تنظیم و تاسیس حکومت الٰہی کے اہم کارنامے صلحناموں، معاہدوں، اموال و اقطاع، وفود و عہود وغیرہ کی شکل میں ہوں۔ اور سب سے اہم یہ کہ پوری حیاتِ نبوی پر شامل جامع سیرت کی کتب نادرہ ہوں۔ سیرت و شخصیت نبوی کے مختلف پہلو ہوں جیسے حلیہ وصفات نبوی، عصمت و اخلاقِ نبوی، خصائص و مناقب ہوں یا فضائل و شمائل، افعال و الفاظ ہوں یا جوامع الکلم و احادیث و سنن ہوں، شجاعت و فروسیت ہو یا شرف و فضل نبوی۔ یا آپ کی ذات و الاصفات سے متعلق اشیاء ہوں جیسے لباس و آلات و اسلحہ، نعال و خیل و اعلام ہوں یا جملہ متروکات نبوی، یا آپ سے متعلق افراد و اولاد ہوں یا ازواج و مطہرات و اخلاف و اہلبیت۔ یا آپؐ کے ادا کردہ فرائض عبادت ہوں جیسے حج و نماز وغیرہ۔ یا آپ کے احکام و فرامین و اذکار و ادعیہ ہوں جیسے قرآن کی قرارت و تفسیر، فتاوی و فیصلے خطبات و اقوال، حکم و امثال، اجتہاد و فقہ، احکام و وصایا یا طب و علاج کے طریقے ہوں۔ اندلسی سیرت نگاروں نے آپ کے احسانات کی یاد و تذکیر کی خاطر آپ پر درود و صلوٰۃ اور مدح و نعت سے متعلق کتابیں و قصائد بھی لکھے، آپ کی رویت آپ سے شکویٰ، آپ کی شفاعت کی طلب، زیارت و استغاثہ وغیرہ پر بھی کتابیں تالیف کیں اور سب سے بڑھ کر آپ کے حقوق و آداب بھی امت اسلامی کو بتائے۔ غرض کہ انھوں نے تقریبًا ہر پہلوئے سیرتِ نبوی پر تالیف و تصنیف کی۔

ششم یہ کہ اندلسی سیرت نگاروں نے مشرقی سیرت نگاروں کے کام پر قابل قدر اور گراں بہا اضافے کئے، ایسے شاندار و مستحکم اور موثر اضافے کہ ان کا لوہا مشرقی اساتذہ و شیوخ نے بھی مانا جس طرح اندلسی سیرت نگاروں نے ابن اسحاق و ابن ہشام کی سیرتِ نبوی، امام ترمذی کی شمائل نبوی، واقدی و ابن سعد کی مغازی وغیرہ امہات الکتب کی شرح و تلخیص کی، اسی طرح مشرقی سیرت نگاروں کو ان کے کارناموں نے اتنا متاثر کیا کہ ان کو اپنے کاموں کی تلخیص و تشریح پر مجبور کر دیا۔ ابن ہشام کی سیرت کی شرحِ سہیلی اتنی عظیم و اعلیٰ کتاب تھی کہ وہ کلاسیک کا درجہ اختیار کر گئی اور متعدد مشرقی سیرت نگاروں نے اس کی تلخیص و تشریح لکھی۔ یہی حال ابن عبدالبر کی استیعاب ابن سید الناس کی سیرت اور قاضی عیاض کی شفا اور کلاعی کی اکتفا وغیرہ کا ہے۔ یہ چند مثالیں ہیں تاہم ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اندلسی سیرت نگاروں نے محض اخذ و استفادہ ہی نہیں کیا بلکہ اپنے اساتذہ و شیوخ کو افادہ و اضافہ سے بھی نوازا تھا۔

ہفتم یہ کہ اندلسی سیرت نگاروں نے سیرت نبوی کے مختلف جہات میں صرف توسیع کا کارنامہ انجام نہیں دیا بلکہ مطالعہ و تالیف سیرت میں گہرائی اور عمق بھی پیدا کیا۔ یہ گہرائی، سہیلی خشنی، ابن عبدربہ، ابن عبدالبر، قاضی عیاض، کلاعی اور ابن سید الناس کے علاوہ بعض قدرے غیر معروف سیرت نگاروں کی تالیفات میں بھی نظر آتی ہے۔ جدید دور میں سیرت نبوی کے صحیح، وقیع اور جامع مطالعہ کے لیے اندلسی سیرت نگاروں کی کتب سیرت کا مطالعہ اور ان سے استفادہ ناگزیر ہے۔ مثلاً ابن ہشام کی سیرت نبوی کا صحیح مطالعہ سہیلی کی شرح کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ اندلسی سیرت نگاری کے بارے میں مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ مشرقی سیرت نگاری کی روایات سے مستفاد ہونے کے باوجود اس کی اپنی الگ پہچان اور وقعت ہے اور اس سے استفادہ کے بغیر ہر مطالعۂ سیرت ناقص ہے۔

کتابیات

ابن الآبار، ابوعبداللہ محمد القضاعی البلنسی (۵۹۵-۶۵۸ھ / ۱۱۹۹-۱۲۶۰ء) ۔ تکملۃ الصلہ البشکوالیۃ

۔ معجم اصحاب القاضی ابی علی الصدفی میڈرڈ ۱۸۸۵ء

ابن ابی زرع، محمد بن عبدالحلیم (م ۷۲۶ھ / ۱۳۲۶ء) ۔ الانیس المطرب بروض القرطاس فی اخبار ملوک المغرب ومدینہ فاس البالیہ ۱۸۴۳ء

ابن بشکوال، خلف بن عبدالملک (۴۹۴-۵۷۸ھ / ۱۱۰۱-۱۱۸۳ء) ۔ کتاب الصلۃ فی تاریخ ائمۃ الاندلس میڈرڈ ۱۸۸۳ء

ابن جابر الاعمیٰ محمد بن احمد النحوی (م ۷۸۰ھ) - الحلۃ السیراء فی مدح خیر الوریٰ السلفیہ قاہرہ ۱۳۴۸ھ

ابن حزم، علی بن احمد (۳۸۴-۴۵۶ھ / ۹۹۴-۱۰۶۴ء) - جوامع السیرۃ قاہرہ ۱۹۵۶ء، جمہرۃ انساب العرب قاہرہ ۱۹۶۲ء

- حجۃ الوداع بیروت ۱۹۶۶ء

- رسالۃ فی الطب النبوی بیروت ۱۹۶۹ء

(ابن سعید الشقندی) - فضائل الاندلس واہلہا بیروت ۱۹۶۸ء

- المفاضلۃ بین الصحابۃ دمشق ۱۹۴۰ء

ابن حیان قرطبی، حیان بن خلف (۳۷۷-۴۶۹ھ / ۹۸۷-۱۰۷۶ء) - کتاب المقتبس فی تاریخ رجال الاندلس پیرس ۱۹۳۷ء

ابن الخطیب، لسان الدین (۷۱۳-۷۷۶ھ / ۱۳۱۳-۷۴ء) - الاحاطہ فی تاریخ غرناطہ دار المعارف قاہرہ ۱۹۵۵ء

- الاعمال الاعلام فیمن بویع قبل الاحتلام من ملوک الاسلام، بیروت ۱۹۵۶ء

- اللمحۃ البدریۃ فی الدولۃ النصریۃ، قاہرہ ۱۳۴۷ھ

ابن خلکان، احمد بن ابراہیم (۶۰۸-۶۸۱ھ / ۱۲۱۱-۸۲ء) وفیات الاعیان وانباء الزمان، قاہرہ ۱۳۱۰ھ

ابن خیر الاشبیلی، ابوبکر محمد اموی (۵۰۲-۵۷۵ھ / ۱۱۰۸-۷۹ء) فہرسۃ ما رواہ عن شیوخہ من الدواوین المصنفۃ فی ضروب العلم وانواع المعارف مکتبۃ المثنیٰ بغداد ۱۹۶۳ء

ابن سید الناس، محمد بن محمد ۷۳۴ھ بشری اللبیب بذکری الحبیب (قصائد) سرالہند ۱۸۱۵ء

- عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر قاہرہ ۱۳۶۵

ابن الزبیر، ابوجعفر احمد (۶۲۷-۷۰۸ھ) صلۃ الصلۃ، رباط ۱۹۳۰ء

ابن الطلاع، محمد بن فرج القرطبی (م ۴۹۷ھ) اقضیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، بیروت [illegible]ء

ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ القرطبی (۴۶۳ھ) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، نہضۃ مصر قاہرہ

الدرر فی اختصار المغازی والسیر، قاہرہ ۱۹۶۶ء

ابن عبد ربہ، احمد بن ابی عمر قرطبی (۲۴۶-۳۲۸ھ / ۸۶۰-۹۴۰ء) العقد الفرید، بیروت ۱۹۵۱-۵ء

ابن العجمی، ابراہیم بن محمد ۸۴۱ء (نور النبراس فی شرح سیرۃ ابن سید الناس)

ابن العذاری، ابوعبد اللہ محمد بن احمد (م بعد ۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء) البیان المغرب، پیرس ۱۹۳۰ء

احکام القرآن مصر ۱۹۱۳ء

قاضی ابن العربی، ابوبکر محمد بن عبد اللہ (۴۶۸-۵۴۳ھ / ۱۰۷۵-۱۱۴۸ء) عارضۃ الاحوذی فی شرح الترمذی

ابن عربی، محی الدین محمد بن محمد مرسی — (۵۶۰-۶۳۸ھ / ۱۱۶۵-۱۲۴۰ء) محاضرات الابرار ومسامرات الاخیار، قاہرہ ۱۹۰۳ء

ابن عمیرہ الضبی، احمد بن یحیی — (م ۵۹۹ھ / ۱۲۰۳ء) بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اہل الاندلس، میڈرڈ ۱۸۸۴ء

ابن فرحون، ابراہیم بن علی الیعمری — (م ۷۹۹ھ / ۱۳۹۶ء) الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب، قاہرہ ۱۳۲۹ھ

ابن الفرضی، عبد اللہ بن محمد الازدی — (۳۵۱-۴۰۳ھ / ۹۶۲-۱۰۱۳ء) تاریخ علماء الاندلس، قاہرہ ۱۹۵۴ء (دو جلدیں)

ابن القوطیہ ابوبکر محمد بن عمر — (م ۳۶۷ھ / ۹۷۷ء) تاریخ افتتاح الاندلس، میڈرڈ ۱۸۶۸ء

ابوحیان الغرناطی، محمد بن یوسف الغرناطی — (۶۵۴-۷۴۵ھ / ۱۲۵۶-۱۳۴۴ء) البحر المحیط، قاہرہ ۱۳۲۸-۹ھ

اردو دائرہ معارف اسلامیہ، — دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۶۴-۸۹ء متعلقہ مقالات

الحلبی، علی بن برہان الدین — (م ۱۰۴۴ھ) انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون (السیرۃ الحلبیۃ) قاہرہ ۱۹۶۴ء

الحمیری، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ — (م ۸۶۶ھ) صفۃ جزیرۃ الاندلس، قاہرہ ۱۹۳۶ء

الخفاجی، شہاب احمد بن محمد عبد اللہ — (م ۱۰۶۹ھ) نسیم الریاض، قاہرہ ۱۳۲۶ھ

السہیلی عبد الرحمن بن عبد اللہ — (۵۸۱ھ) الروض الانف فی شرح سیرۃ ابن ہشام تحقیق عبد الرحمن الوکیل، دار الکتب الحدیثیہ مصر

فواد سزگین — تاریخ التراث العربی، جامعۃ الامام محمد بن سعود الریاض ۱۹۸۳ء ۲/۱

القاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی — (۵۴۲ھ) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، قاہرہ ۱۹۵۰ء

الکلاعی، سلیمان بن موسیٰ — (م ۶۳۴ھ) الاکتفاء فی مغازی المصطفیٰ والثلاثۃ الخلفاء، قاہرہ ۱۹۶۸-۷۰ء

المنجد صلاح الدین — معجم ما الف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بیروت ۱۹۸۲ء

المقری، شہاب الدین محمد التلمسانی — نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب، قاہرہ ۱۹۴۰ء

النباہی، ابوالحسن بن عبد اللہ المالقی — (۷۷۶-۱۳ھ) المرقبۃ العلیا فی من یستحق القضاء والفتیا (تاریخ قضاۃ الاندلس) قاہرہ ۱۹۴۸ء

النویری شہاب الدین احمد بن عبد الوہاب — نہایۃ الارب، غرناطہ ۱۹۱۹ء